Seerat Studies Research Journal
eISSN: 2710-5261, pISSN: 2520-3398
Publisher:Department of Seerat Studies
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss
Vol.08 Issue: 08 (January-December 2023)
Date of Publication: 25-December 2023
HEC Category (July 2022-2023): Y

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss

Article	سیرت رسول اللہ ﷺ کی اشتراکی تعبیرات: شرقاوی کی سیرت نگاری کا خصوصی مطالعہ
Authors & Affiliations	1. ***Ghulam Fatima*** *Ph.D Research Schoar, National University of Modern Language (NUML), Islamabad.* ana.sial82@gmail.com
Dates	***Received*** 15-04-2023 ***Accepted*** 15-07-2023 ***Published*** 10-12-2023
Citation	Ghulam Fatima, 2023. سیرت رسول اللہ ﷺ کی اشتراکی تعبیرات: شرقاوی کی سیرت نگاری کا خصوصی مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 10 December 2023].
Copyright Information	
Publisher Information	Department of Seerat Studies , Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)
Islamic Research Index	HJRS HEC Journal Recognition System	تحقیقات	ASIAN Research Index	Academic Resource Index ResearchBib	ATLA American Theological Library Association Religion Database	SIS

سیرت رسول اللہ ﷺ کی اشتراکی تعبیرات: شرقاوی کی سیرت نگاری کا خصوصی مطالعہ

Abstract:

The Egyptian Revolution 1952 brought significant change in the intellectual and socio-political spheres of life of the country. The socialist's ideas gained popularity among the liberalists, but the religious class remained cautious in accepting the socialist ideas and reforms. To create space for social reforms among the religious minded masses, the Socialist authors attempted to present the religion of Islam as a movement of social change and the Prophet Muhammad as a revolutionary leader who endeavored for social reforms. Abd al-Rahman Al-Sharqawi (d. 1987) was a well-known Egyptian socialist writer. He tried to portray the Prophet Muhammad (peace be upon him) as an exemplary human being who revolutionized the Arab society. This paper aims to analyze al-Sharqawi's Sirah-writing *Muhammad Rasul al-Huriyya* (Muhammad- the Messenger of Freedom). Al-Sharqawi opined that there was a plethora of Sirah literature available regarding the life of the Prophet, his beliefs, miracles, and dogmas, whereas little attention had been paid to his human and social perspectives in Sirah-writing. Al-Sharqawi attempted to illustrate the social and humanistic values of the Prophet Muhammad -peace be upon him- and how he brought freedom and harmony to human beings irrespective of their religious or racial affiliations. The present research appraises the extent to which the author successfully composed his Sirah through the application of Socialist terminologies.

Keywords: Egyptian Sirah-writings, Socialist method of religious interpretation, Abd al-Rahman al-Sharqawi.

عبدالرحمٰن شرقاوی (۱۹۲۰-۱۹۸۷) پیشہ کے اعتبار سے وکالت سے منسلک تھے۔ انقلاب مصر ۱۹۵۲ء کے بعد سول سروسز سے وابستہ رہے۔ اس دوران اُن کا صحافت اور ذرائع ابلاغ سے گہرا واسطہ رہا۔ مصر میں اشتراکی افکار کی مقبولیت اُن کے عہد میں بہت زیادہ تھی۔ اسی تناظر میں عبدالرحمٰن شرقاوی نے کئی ایک کتب تحریر کیں۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت نگاری کے حوالے سے محمد رسول الحریہ تحریر کی جس کو نہ صرف مصر بلکہ مسلم دنیا میں خاص پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ سیرت نگاری اس لحاظ سے بہت منفرد ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا مطالعہ اشتراکی اصطلاحات کی روشنی میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں آپ ﷺ کو ایک ایسے سماجی مصلح کی حیثیت سے پیش کیا گیا جس نے عرب کے سماج جو قبائلی وطبقاتی گروہ بندی کا شکار تھا میں ایک ایسا انقلاب بپا کیا جس کے نتیجے میں سماجی عدل اور معاشرتی مساوات کو فروغ ملا۔ اس مقالہ میں عبدالرحمٰن شرقاوی کی سیرت نگاری کے علمی رجحان کا جائزہ لیا جائے گا۔

شر قاوی کی سیرت نگاری کا پس منظر:

طبقاتی تقسیم جو کہ تیسری دنیا کے ممالک میں پائی جاتی ہے اس نے اشتراکی افکار کے لیے بیسویں صدی کی ابتداء سے معاشرے کے دانشوروں کو متاثر کیا کہ وہ ان محرکات اور عوامل کا جائزہ لیں جو معاشرتی انحطاط کا باعث بنتے ہیں۔ اشتراکی افکار اس حوالے سے ان کے سامنے ایک ایسا علمی منہج وضع کرتے ہیں جس کی روشنی میں وہ سماج میں پائی جانے والی طبقاتی تقسیم کا تعین کر سکیں۔ زرعی معاشرہ میں جاگیر دارانہ نظام کا وجود طبقاتی تفاوت کا باعث تھا جس کی وجہ سے جاگیر دار اور مزارع دو مختلف طبقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ صنعتی انقلاب کے بعد سرمایہ داروں کی معاشرے پر گرفت مضبوط ہو گئی اور ایک نئی طبقاتی دنیا وجود میں آنے لگی جو کہ سرمایہ دار اور مزدور کی تقسیم پر منتج ہوئی۔ مذہب کا کردار ان دونوں نظاموں میں روایت کو برقرار رکھنا تھا۔ چنانچہ اشتراکیت میں مذہب کو بھی ان عناصر میں شمار کیا گیا جو طبقاتی نظام کو برقرار رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہ صورت حال مسلم ممالک میں مذہب کی تعبیرِ جدید کا باعث بنی۔ مصری معاشرہ میں جہاں اشتراکی افکار بیسویں صدی کے نصف میں انقلاب کا باعث بنے اور عوامی سطح پر جن کو قبولیت عام حاصل ہوئی وہاں مذہب کے کردار پر مصری دانشوروں نے بہت اہم تحقیقات کیں۔ اسلام جو کہ مصری معاشرہ میں دینی اور ثقافتی دونوں لحاظ سے عوامی سطح پر مقبول تھا وہاں اشتراکیت پسند مفکرین کے لیے انکار مذہب عوامی حمایت کی بجائے مخالفت کا باعث بن سکتا تھا۔ چنانچہ مصری دانشوروں نے اسلام کے ان سماجی پہلوؤں کا خاص طور پر نشاندہی کی جو معاشرے میں تبدیلی کا باعث بن سکتے تھے۔ انہوں نے اسلام کو ایک انقلابی مذہب کے طور پر پیش کیا۔ شر قاوی کا کام اسی کاوش کی ایک کڑی دکھائی دیتا ہے۔ شر قاوی نے ۱۹۵۴ء میں اپنا شاہکار ناول ''الارض'' لکھا جس میں اس نے مصری معاشرہ میں جاگیر دار طبقہ اور آمرانہ حکومتوں کی اس سفاکانہ سلوک کی عکاسی کی جو وہ اپنے عوام کے ساتھ روا رکھتے تھے۔[1] یہ ناول مصری معاشرہ کے طبقاتی نظام اور اس میں پائے جانے والے مسائل کی روئیداد ہے۔ شر قاوی نے ۱۹۶۷ء میں ایک اور ناول ''الفلاح'' لکھا جس میں انہوں نے مصری کسان کی زندگی کو موضوع بحث بنایا جو برس ہا برس سے جاگیر دارانہ نظام کے جبر میں زندگی گزار رہا تھا۔[2] شر قاوی نے اس کے علاوہ کئی ایک ناول ڈرامے اور نظمیں طبع کروائیں جس میں مصری سماج کا اشتراکی تصورات کی روشنی میں جائزہ لیا گیا۔ شر قاوی کے اس مجموعی کام کے تناظر میں اس کی سیرت نگاری کا جائزہ اس مقالہ میں لیا جائے گا۔ شر قاوی نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے ''محمد رسول الحریۃ'' کے نام سے کتاب لکھی۔ یہ کتاب انہوں نے مصر کے مخصوص سماجی اور سیاسی حالات کے تناظر میں لکھی جہاں جمال عبدالناصر نے ۱۹۵۲ء میں مصر کی بادشاہت کے خلاف انقلاب بپا کیا۔[3]

مصر کی تاریخ میں فوجی انقلاب 1952ء کی بہت اہمیت ہے۔ جس کے نتیجے میں آئینی بادشاہت ختم ہو گئی اور جمال عبدالناصر (عہد حکمرانی 1954-1970) اقتدار میں آئے۔ اگرچہ ابتدائی دو سالوں میں اخوان المسلمین اور جمال عبدالناصر کے تعلقات بہت بہتر تھے اور وزیر اوقاف و مذہبی امور اور وزارت عدلیہ اخوان المسلمین کے نمائندوں کے پاس تھی۔ لیکن یہ اتحاد دو سال سے زیادہ نہ چل سکا کیونکہ جمال عبدالناصر عرب اشتراکیت (عرب سوشلزم) اور عرب قومیت (عرب نیشنلزم) کے داعی بن کر ابھرے اور 1956ء میں وہ صدر منتخب ہوئے۔ جمال عبدالناصر کے اصلاحی پروگرام میں تمام سماجی، سیاسی اور معاشی اداروں کو حکومتی کنٹرول میں لانا تھا چنانچہ مذہب کو بھی سٹیٹ کے تحت لایا گیا۔ مساجد میں سرکاری امام مقرر کیے گئے اور جامعہ الازھر کو حکومتی دائرہ کار میں لے لیا گیا جس کی وجہ سے الاخوان اور حکومت کے درمیان تصادم رُونما ہوا۔[4]

Borthwick اس عہد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سیاسی قیادت اور مذہبی قیادت میں اس دوران واضح تفریق پیدا ہوئی اور سیاسی قیادت نے مذہبی قیادت کو تجریدی (Obscurantist) قرار دیا جو کہ روایت پسندی میں پڑے ہوئے ہیں۔[5] 1950ء

اور 1960ء کے درمیان اخوان المسلمین اور حکومت کے درمیان شدید تصادم دکھائی دیتا ہے جس میں اخوان المسلمین کی مرکزی قیادت کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جمال عبدالناصر کی حکومت کے استحکام میں اخوان المسلمین سب سے بڑی رکاوٹ تھے کیونکہ جمال عبدالناصر کو بائیں بازو کی مڈل کلاس کی حمایت حاصل تھی۔ تاہم وہ تعداد میں بہت کم تھے جبکہ اخوان المسلمین کے پیروکاروں کی تعداد بائیں بازوؤں کے حمایتیوں اور اشتراکیوں سے کہیں زیادہ تھی۔

26 اکتوبر 1954ء میں اخوان نے جمال عبدالناصر پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجہ میں اخوان اور حکومت کے درمیان تعلقات مزید پیچیدہ ہو گئے اور اخوان کے تیس ہزار ممبران کو جیل میں ڈال دیا گیا اور کئی قائدین کو پھانسی دے دی گئی۔[6] اس طرح اخوان المسلمین اور جمال عبدالناصر کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے اور 1954ء سے 1960ء تک اخوان المسلمین کے کارکنوں کو شدید سزائیں دی گئیں۔ اس عہد کو اخوان المسلمین آزمائش وابتلاء کا دور قرار دیتے ہیں۔ جس میں ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔[7]

جمال عبدالناصر (۱۹۱۸-۱۹۷۰) مصری معاشرہ میں تبدیلی کے لیے اشتراکی اور سیکولر افکار فروغ دینا چاہتا تھا جس کے لیے شرقاوی اور ان جیسے دیگر دانشوروں نے اپنے قلم کے زور سے اس کی حمایت کی۔ مذہبی طبقہ میں اشتراکی افکار کی پذیرائی اس وقت ہو سکتی تھی جب ان کو اسلام کے موافق بنا کر پیش کیا جاتا۔ چنانچہ انقلاب پسند اور بائیں بازو کے دانشوروں میں اسلام کی انقلابی روح، سماجی انصاف اور برابری کی تعلیمات کو خاص طور پر اجاگر کیا۔ مولف کے اپنے دعوی کے مطابق انہوں نے اس سیرت نگاری کا آغاز ۱۹۵۳ میں شروع کیا جو ۱۹۶۲ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔[8]

جمال عبدالناصر عرب اشتراکیت کا علمبردار تھا۔ چنانچہ شرقاوی کی سیرت نگاری میں عرب قومیت اور عرب اشتراکیت کے نظریات کو فروغ دینے کے حوالے سے کوشش کی گئی۔ اشتراکی تصورات کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کو ایک مثالی مصلح کے طور پر پیش کیا گیا جس نے عرب کے اس وقت کے معاشرہ جو مختلف طرز کے سماجی اور طبقاتی بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا اس سے آزادی دلائی۔ شرقاوی خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ سیرت رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے گراں قدر علمی سرمایہ موجود ہے جس میں کوئی نیا اضافہ کرنا ممکن نہیں۔ تاہم رسول اللہ ﷺ کے افکار کی تعبیر جدید کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس مذہب کی تبلیغ کی وہ مذہب انسانیت کو آزادی دینے کا باعث بنا اور رسول اللہ ﷺ نے رحمت اور حکمت کے ساتھ عرب معاشرے میں پائے جانے والے ظلم کا تدارک کیا۔ نہ صرف عرب بلکہ عجم اور غیر مسلموں کے ساتھ بھی ایسا سلوک روا رکھا جو انسانی آزادی کی ضمانت مہیا کرتا تھا۔ اس لحاظ سے شرقاوی نے سیرت کی کتاب کا نام "محمد رسول الحریۃ" رکھا۔ انہوں نے کتاب کے مقدمہ میں واضح انداز میں لکھا:

لقد اردت ان اقول لهم ان السيرة ليست فى حاجة الى كتاب جديد يتحدث عن عصر النبوة او يدافع عن صدق الرسالة او يوكد معجزات النبى۔ لسنا فى حاجة الى كتاب جديد عن الدين، يقراه المسلمون وحدهم ولكننا فى حاجة الى مائة من الكتب عن التطور الذى يمثله الاسلام۔ كتب يقراها المسلمون و غير المسلمين، تصور العناصر الايجابية فى تراثنا و تصور ماهو انسانى فى حياة صاحب الرسالة۔ اننا بحق فى حاجة الى مئات من الكتب يقراها الناس كافة الذين يومنون بنبوة محمد و الذين لا يومنون۔[۹]

اس لحاظ سے مذہب کے الٰہیاتی پہلوؤں کی بجائے شرقاوی کے نزدیک وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ اس کے سماجی کردار کو زیر بحث لایا جائے کیونکہ الٰہیات کے حوالے سے گراں قدر کتب لکھی جا چکی ہیں اور وقت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایسے سماجی

مصلح کے طور پر پیش کیا جائے جس نے رحم، محبت اور دانائی کے ساتھ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جس میں طبقاتی درجہ بندی کی بجائے سماجی انصاف اور برابری کو اہمیت دی گئی۔ اس لحاظ سے آپ ﷺ کی شخصیت ایک جامع شخصیت ہے جس میں روحانی، اخلاقی اور انسانی اقدار کی تمام تر رعنائیاں مجتمع ہیں۔ شرقاوی نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا مطالعہ اس انداز سے کیا کہ جس میں آپ ﷺ کی مساعی کو بحیثیت انسان اجاگر کیا گیا۔ ایک ایسا انسان جس کا دل انسانیت کے مصائب و آلام پر پریشان ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام تر جدوجہد اس کام میں صرف کرتا ہے کہ کس طرح انسانیت کو ان مشکلات سے نجات دلا سکیں اور کس طرح انسانی آزادی، عدل وانصاف کی فراہمی کو تمام انسانوں، خواہ وہ کسی مذہب سے ہی تعلق رکھتے ہوں، کے لیے یقینی بنا سکیں۔

شرقاوی کی سیرت نگاری کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان مقاصد اور رجحانات کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے جس کے تحت یہ کتاب لکھی گئی جس کا اجمالی تذکرہ مندرجہ بالا بحث میں کیا جا چکا ہے۔ شرقاوی نے یہ کتاب اس وقت لکھی جب ۱۹۵۲ء کا انقلاب برپا ہو چکا تھا اور مصر کا شاہی نظام نے جمال عبدالناصر نے خاتمہ کر دیا تھا۔ جمال عبدالناصر یہ چاہتا تھا کہ مصری سماج میں سیکولر اور سوشلسٹ افکار کو فروغ ملے تا کہ معاشرے سے ذہنی غلامی، پسماندگی اور گھٹن کی اقدار کی بجائے سماجی انصاف و مساوات اور طبقاتی فراہم کیا جا سکے اور طبقاتی نظام سے آزادی مل سکے جو کہ شہنشائیت کے دوران مصری معاشرے میں اثر پذیر ہو گیا تھا۔

جمال عبدالناصر کے عہد میں جن مصری دانشوروں نے سوشلسٹ افکار کو مقبول عام کرنے میں کردار ادا کیا ان میں شرقاوی کا نام سر فہرست ہے جن کے نزدیک اشتراکی اقدار مسلم اقدار سے ہم آہنگ کی جا سکتی ہے اور اس سلسلے میں اس نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ان پہلوؤں پر خاص توجہ دی جس میں سماجی انصاف، مساوات عدل اور دولت کی مساوی تقسیم اور زیر دست طبقے کی فلاح و بہبود کے حوالے سے بھرپور راہنمائی ملتی ہے۔ اشتراکی اور اسلامی افکار کے مابین تطبیق اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مذہبی حلقوں میں اشتراکیت اور اشتراکی حلقوں میں اسلام کی قابل قبول تعبیرات پیش کی جا سکیں۔ بالالفاظ دیگر یہ کتاب جمال عبدالناصر کی عرب اشتراکیت کی پالیسی کی حمایت میں ایک باضابطہ کاوش تھی جس میں شرقاوی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سماجی مصلح کی حیثیت سے پیش کیا۔

عبدالرحمٰن شرقاوی کی سیرت نگاری کا منہج واسلوب:

شرقاوی اپنی کتاب کے دیباچہ میں اس کے منہج واسلوب اور مقصد کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ اُن کا مقصد یہ نہیں کہ وہ سیرت کی ایک نئی کتاب لکھیں کیونکہ اس حوالے سے گراں قدر علمی سرمایہ موجود ہے اور ان کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی حقیقی تعلیمات اور معجزات وغیرہ کے حوالے سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور اس حوالے سے ہونے والے اعتراضات کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا جا چکا ہے۔ تاہم یہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے انسانیت کو گھر و معاشرتی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لیے جو خدمات سرانجام دیں ان کو واضح انداز سے اجاگر کیا جائے۔ چنانچہ سماجی بہبود اور معاشرتی انصاف کے لیے پیغمبر اسلام کی خدمت صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ یہود اور مشرکین کے لیے بھی تھیں۔ اس لیے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے اُن پہلوؤں جن میں عفو ودرگذر، محبت واخلاص، خدمت و تعلیم اور سادگی و وضع داری کی صفات پائی جاتی ہیں ان کو اجاگر کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ میں تمام روحانی وجسمانی اعلیٰ جمالیاتی اقدار بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کی ذات سے بے شمار لوگ متاثر ہوئے۔ شرقاوی لکھتے ہیں: "وان محمداً كان رسولا يبشر بالحرية والاخاء الانساني وانه عامل اليهود بصبر ورحمة و حكمة لم يعرفها التاريخ من قبل ولا من بعد"۔[10]

شر قاوی نے اپنی سیرت نگاری میں دراصل رسول اللہ ﷺ کو بحیثیت انسان نہ کہ بحیثیت پیغمبر پیش کیا اور آپ کی سیرت کے انسانی پہلوؤں کو خاص کر اپنے مطالعہ میں جگہ دی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسے شخص کی حیثیت سے پیش کرتا ہے جو انسانیت کے دکھوں پر کبیدہ خاطر ہے اور یہ جدوجہد کر رہا ہے کہ ان مسائل سے لوگوں کو نکالے۔ شر قاوی رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسے عظیم انسان کے طور پر پیش کرتا ہے جو حالات کی عدم موافقت کے باوجود ظلم اور جبر واستبداد کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہے تاکہ معاشرے میں نیکی، آزادی، محبت، رحمت اور اخوت کی روایات قائم کی جا سکیں اور جہاں خیر خواہی کا جذبہ صرف اپنے ماننے والوں کے لیے ہی نہیں بلکہ ان کے لیے بھی ہو جو آپ کو تسلیم نہیں کرتے۔

شر قاوی نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی بحیثیت انسان مختلف جہتوں کو خاص طور پر مد نظر رکھا بلکہ اس حوالے سے آپ ﷺ کے عہد کے سماجی حوالوں کا بھی خصوصی جائزہ لیا جو اس بات کا محرک بنے کہ آپ ﷺ عرب معاشرے میں ایک تبدیلی لا سکیں۔ قبل از اسلام کے عہد کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بتایا کہ عرب کے معاشرے میں طبقاتی تقسیم اور عدم برداشت نے ایک شدید اخلاقی بحران پیدا کر دیا تھا جس کے نتیجے میں تجدید اور اصلاح کے مواقع پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا منشور پیش کیا جس کی وجہ سے ایک معاشرتی تبدیلی وجود میں آئی۔

جیسا کہ شر قاوی نے واضح انداز میں لکھا ہے کہ اُس کی سیرت نگاری درحقیقت غیر مسلموں کی راہنمائی کے لیے لکھی گئی ہے۔"فقد مت هذا الكتاب الذى اخترت له الشكل القصصى لا شكل البحث. انها لمحاولة اقدمها. اولاً. الى غير المؤمنين لمحمد"[11] لیکن درحقیقت یہ کتاب اُن مسلمان نوجوانوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے لکھی گئی جو سوشلسٹ خیالات سے متاثر تھے جن کے ہاں مذہب انسانی معاشرے میں طبقاتی تقسیم کا باعث بنتا ہے۔اسی حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے Antonie Wessels رقمطراز ہیں:

He does not intend to paint the portrait of a Prophet but a man, a wonderful man who in spite of the circumstances fought against tyrannical and rapacious violence for the sake of brotherhood, for the sake of righteousness and freedom, for the sake of love and mercy, for the sake of a better future for all men, both for those who do believe in his prophethood and for those who do not believe. To those who nonetheless expect a sira he says that there is no need for such a work, in which the reliability of the mission is defended, or the miracles of the prophet are confirmed.[12]

شر قاوی کی سیرت نگاری درحقیقت قصہ گوئی کے انداز میں مرتب کی گئی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کسی خاص ترتیب سے پیش نہیں کی گئی۔ کتاب کے پہلے نو ابواب مکی زندگی کے حوالے سے بیان کیے گئے ہیں جن میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے معاشرے میں پروان چڑھے جس میں جبر اور معاشرتی مصائب و آلام بے پناہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بے انصافی کا بنظر غائر جائزہ لیا اور آپ کی طبیعت پر معاشرتی عدم تفاوت اور بے انصافی جیسی معاشرتی اقدار گراں گزریں۔ چنانچہ آپ نے ان معاشرتی برائیوں سے خود کو دور کیا اور تنہائی میں بیٹھ کر اس امر پر غور و فکر کیا کہ کس طرح وہ ان معاشرتی

ناآسودگیوں کو ختم کر سکتے ہیں جو کہ اُس عہد کے مخصوص معاشرتی اور مذہبی افکار اور روایات کے باعث وجود میں آئی تھیں۔ شرقاوی لکھتے ہیں:

"الفقراء والمستضعفون يشعرون فى اعماقهم بانهم فى حاجة الى اسلوب ينظم علاقة الناس بعضهم، وفى حاجة الى قيم روحية جديدة تعكس تطور هذا المجتمع الذى يشكلونه. فلوانهم لم يعلمو الماغنى السادة، ومع ذلك فقد كتب عليهم الحرمان والهوان كما تكتب اللعنة. لابدمن شى جديد يقيم الموازين والحساب"۔[13]

مکی معاشرہ کی یہ حالت زار کسی انقلاب کی متقاضی تھی جو معاشی و معاشرتی ناہمواریوں کو ختم کر سکے۔

"لابد من ثورة جائحة تجتث الرباوالهوان والزراية والبغاء وصلف المتكبرين والمتسلطين۔ ثورة تقيم العدالة وتحرر الانسان من السيطرة و الخوف وتحرير العقول والقلوب من الاذعان لاصنام الكعبة ولقوى الخفاء وتضع اساساً للتعامل بين الرجل والمراة، بين الانسان والانسان"[14]

شرقاوی رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعض ایسے پہلوؤں کی ایسی تعبیر کرتا ہے جو دیگر سیرت نگاروں سے مختلف ہے۔ مثلاً یہ کہ انسانی مصائب و آلام جنہوں نے مکہ کے معاشرے کو تباہ کر دیا تھا سے آپ پریشان ہوئے تو آپ نے سیریا شام کا سفر اختیار کیا۔[15] شرقاوی کئی ایک ایسی روایات بھی ذکر کرتا ہے جن کا وجود دیگر کتب سیرت میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ کہ رسول اللہ ﷺ بچپن سے ورقہ بن نوفل سے گہرے رابطے میں تھے جس نے ابو طالب کو درخواست کی کہ وہ آپ ﷺ کو شام لے جائیں تاکہ آپ ﷺ وہاں جا کر عجوبہ ہائے روزگار کا مشاہدہ کر سکیں جس کے ذریعے وہ اپنے معاشرے کی اصلاح کر سکیں۔[16]

شرقاوی رسول اللہ ﷺ کی حضرت خدیجہ سے شادی کا بھی ذکر کرتا ہے جس میں وہ یہ نقطۂ نظر اختیار کرتا ہے کہ یہ درحقیقت معاشرے کے دو طبقوں (غریب اور امیر) کو آپس میں قریب لانے کی سوچی سمجھی تدبیر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابتداءً حضرت خدیجہ سے شادی کے حوالے سے تامل کیا کیونکہ وہ بہت زیادہ امیر تھیں جبکہ آپ ﷺ اس قدر مالدار نہیں تھے۔[17] شرقاوی نے اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہ کے تعلقات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ دونوں کے درمیان مشتاقانہ تعلقات تھے لیکن رسول اللہ ﷺ معاشی اور سماجی تفاوت کی وجہ سے اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اس حوالے سے شرقاوی روایتی مصادر کے اوپر انحصار کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی کے بعد آپ کو معاشی طور پر آسودگی حاصل ہوگئی۔ اس کے باوجود آپ ﷺ مسلسل عرب کے لوگوں کے بارے میں سوچتے تھے کہ وہ کیسے مشکل زندگی سے باہر نکل سکتے تھے۔ حضرت خدیجہ سے شادی کے بعد جو آسودگی آپ کی زندگی میں آئی اُس کے نتیجے میں انہوں نے زیادہ وقت تنہائی میں گزارا اور اس بات پر غور و فکر کیا کہ عرب معاشرہ کو کس طرح معاشی بدحالی اور طبقاتی کشمکش سے نکالا جا سکتا ہے۔ غارِ حرا کے اندر بیٹھ کر تدبر و تفحص اسی عمل کی ایک کڑی تھا۔[18]

شرقاوی رسول اللہ ﷺ کے پیغام کا مختلف حوالوں سے جائزہ لیتا ہے کہ مکہ کی اشرافیہ کے ساتھ جو تلخی پیدا ہوئی اُس کی وجہ آپ کا وہ پیغام ہے جو طبقاتی نظام کے خلاف تھا۔ مکی سماج دو طبقات میں منقسم تھا اشرافیہ جو بالادست اور بااختیار طبقہ تھا جس کا تمام تر وسائل پر قبضہ تھا جبکہ دوسری طرف محروم طبقہ میں غریب و نادار، غلام اور خواتین تھیں۔ اشرافیہ نے محروم طبقہ سے اُن کے معاشی اور سماجی حقوق سلب کیے ہوئے تھے۔[19]

شر قاوی رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو ایک مثالی اشتراکی رہنما کی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس نے اپنے ناول ''الارض'' میں جو بنیادی نقطۂ نظر بیان کیا وہ یہ تھا کہ زمین پر دو طبقے موجود ہیں۔ ایک وہ جو زمین پر کام کرتا ہے اور دوسرا وہ جو کام نہیں کرتا بلکہ تمام تر مفادات اٹھاتا ہے۔ ان دونوں طبقوں میں باہمی تصادم ہے۔[20] شر قاوی کی ''محمد رسول الحریہ'' بھی در حقیقت اسی طبقاتی کشمکش کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے کردار اور ناانصافی کے خلاف آپ کے پیغام کی ترجمانی کرتی ہے۔ اسی حوالے سے Antonie Wessels رقمطراز ہے:

Al-Sharqawi has been able to actualize the life of Muhammad by making use of socialist terminology. He has projected his own ideals into it. The whole image is moulded according to the socialist model. Muhammad becomes a sort of Marx before Marx, one who then already preached a social revolution and carried it out. Muhammad is a worker who rises up on behalf of workers deprived of justice. The battle which he wages is a class conflict between the rich Quraysh and the Jews on the one side, and the poor, slaves and women on the other side. The fight against polytheism is seen as a fight against capitalism. The content of the preaching of Islam is as sort of socialist manifesto: the right to work and the freedom to work.[21]

رسول اللہ ﷺ کی تحریک نے بہت زیادہ مقبولیت اختیار کی جس کی وجہ آپ کا پیغام تھا جس نے محروم طبقوں میں یہ شعور بلند کیا کہ وہ اپنے حقوق کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ سود کی حرمت دراصل معاشی استحصال کے خلاف ایک مؤثر قدم تھا۔[22] مکی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام بالادست طبقوں کی اجارہ داری اور جبر کے خلاف ایک واضح منشور کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ اور آپ کے پیروکاروں کو طرح طرح کے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ انہیں مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ شر قاوی نے مدینہ کی معاشی صورتحال کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جس میں اُس نے وہاں کے طبقات کا جائزہ لیا اور یہود کو دولت مند طبقہ قرار دیا جن کا مدینہ کے تمام وسائل پر قبضہ ہے جبکہ اُس کے مقابلے میں عرب قبائل اوس اور خزرج کا تعلق مزدور طبقے سے ہے جو کاشت کاری اور غلہ بانی کرتے ہیں اور اُن کی باہم دیگر لڑائیاں معمول کا حصہ ہیں جس کی وجہ سے سرمایہ دار طبقہ یہود کا تسلط مدینہ کی معیشت پر اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس تناظر میں جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ہجرت کی تو سب سے پہلے مسلم معاشرے کی بنیاد رکھی اور مسجد کو ایک تربیت گاہ کے طور پر تعمیر کیا اور مختلف متحارب گروہوں کو اخوت کے رشتے میں پرو دیا اور اُن میں امہ (ایک کمیونٹی) کا تصور پیش کیا اور ظلم اور جبر کے خلاف کھڑے ہونے کا درس دیا۔[23]

شر قاوی نے بہت ساری مثالوں سے یہ واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح مزدور طبقے کو عمل پر راغب کیا اور اُن کو معاشی اور پیداواری عمل میں شریک کار بنایا جس کی وجہ سے محروم طبقہ کا اختیار بتدریج بڑھا۔

وطلب محمد من التجار المسلمين ان ينشوا سوقا جديدة لا يترب اليها احد من مضاربي اليهود او من شيعة عبد الله بن ابى، فيخرب اقتصاد ياتهم۔ وانشاوا السوق الجديدة قنشطت المعاملات فيها۔ واقبل التجار الغرباء اليها۔۔۔ وكان دستور العمل فى هذه السوق هى

القواعد التي جاء بها محمد: لاربا، ولاارهاق، ولاضرر، ولاضرار، ولاتعامل على بضاعة لم توجد بعد۔[٢٤]

اسی طرح خواتین کو بھی بااختیار بنانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کام کرنے کی ترغیب دی۔ اس حوالے سے شرقاوی نے اسماء بنت ابو بکر کا ذکر کیا جو ایک امیر باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود اپنے خاوند کے باغ میں کام کرتی تھیں۔[25] شرقاوی لکھتے ہیں: "

طلب محمد من النساء ان یعملن۔ ایضاً۔ کما یعمل الرجال۔ فخرج کثیر منهن حتی اللواتی تعودن ان یعش فی مکة من قبل، ناعمات مستغنیات وراء جدران بیوتهن الحافلة بالغنی۔" [26]

اسی طریقے سے غلاموں اور محروم طبقوں کی آزادی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسے اقدامات کیے جن کی وجہ سے معاشرتی مساوات کو تقویت ملی۔ رسول اللہ ﷺ نے سادگی اور سرمایے کے برابر تقسیم کے حوالے سے اصلاحات روشناس کرائیں تاکہ معاشی ناہمواریوں کو ختم کیا جاسکے۔

شرقاوی درحقیقت مکی اور مدنی دونوں معاشروں کی طبقاتی تقسیم کو بیان کرتا ہے اور اس حوالے سے وہ سرمایہ دار قریش مکہ اور یہودیوں کو اشرافیہ اور جابر طبقہ جبکہ مسلمان خواتین، غلاموں اور نادار لوگوں کو محروم اور زیردست طبقہ میں شمار کرتا ہے اس لحاظ سے مسلمانوں اور قریش مکہ و یہود کے مابین جنگیں اور مہمیں قابل فہم ہیں جن میں قریش مکہ اور یہود اپنے معاشی اور سماجی تسلط کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ معاشرتی مساوات کی خاطر معاشرے کے محروم طبقے کو بااختیار کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے شرقاوی واضح انداز میں یہ نقطۂ نظر اختیار کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام جنگیں دفاعی تھیں جس میں انہوں نے دفاعی انداز میں دشمن کا مقابلہ کیا۔[27]

شرقاوی یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے حوالے سے بھی یہ رائے پیش کرتا ہے کہ یہودیوں کی سازشوں اور معاہدہ شکنی کے باعث مسلمانوں کو انتہائی اقدامات اٹھانے پڑے۔ رسول اللہ ﷺ انسانی حقوق، انسانی عظمت اور آزادی اظہار رائے پر محکم یقین رکھتے تھے لیکن یہود کی مسلسل غداریوں کی وجہ سے اُن کے خلاف انتہائی اقدامات کیے گئے۔ یہودی جو مدینہ کا سرمایہ دار اور جابر طبقہ تھا نے مسلسل کوشش کی کہ وہ نئے اسلامی سماج کو معاشی طور پر بدحالی کا شکار کردے اور محکوم طبقہ سے انتقام لے۔ اس تناظر میں شرقاوی لکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے خلاف اقدام کیے جو معاشرے کے لیے ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر گئے۔ اس حوالے سے Antonie Wessels لکھتے ہیں:

Ash-Sharqawi constantly finds enimity, hate, treachery, the breaking of treaties, the lust for power and feelings of revenge in the Jews. Ash-Sharqawi has established his defence of Muhammad by painting the Jews completely black, a presentation for which he does not give any historical evidence, much less "thousands".[28]

شرقاوی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سماجی مصلح کے طور پر پیش کیا ہے اور اس حوالے سے اس نے اشتراکی اصطلاحات کا جابجا سہارا لیا ہے۔ اسی طرح مکی اور مدنی معاشروں کی تفہیم کے لیے اشتراکی اصطلاحات کا سہارا لیا ہے جس میں افراد معاشرہ کو اشرافیہ اور بورژوا طبقوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سماجی مصلح کے طور پر کامیاب جدوجہد کی۔ یہ سب کچھ ایک طرح سے جمال عبدالناصر کی عرب سوشلزم کے زاویۂ نظر کی ترجمانی کے لیے اُس عہد کی ایک بہترین کاوش قرار دی جاسکتی ہے۔[29]

تاہم شرقاوی کے ان افکار پر کئی ایک مصری علماء نے تنقید کی ہے جن میں علی عماری کا نام بہت نمایاں ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ شرقاوی کی محمد رسول حریت میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے صرف اُن پہلوؤں کو لیا گیا ہے جن کا تعلق حریت فکر، سماجی انصاف اور مساوات سے ہے۔ یہ ایک یک رخی سوچ ہے جبکہ اسلام زندگی کے تمام سماجی، سیاسی، مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اسی لیے علی عماری لکھتے ہیں کہ شرقاوی کی بیان کردہ سیرۃ کے اندر بنیادی نقص یہ ہے کہ اُس میں رسول اللہ ﷺ کو بحیثیت رسول اللہ پیش نہیں کیا گیا اور یہ ایک لحاظ سے بہت جاندار دلیل ہے۔[30]

درحقیقت شرقاوی نے رسول اللہ ﷺ کو بطور مثالی انسان پیش کرنے کی کوشش کی ہے نہ کہ بطور پیغمبر۔ شرقاوی کے دعوے کے مطابق یہ کتاب بنیادی طور پر غیر مسلموں کے لیے لکھی گئی ہے تاکہ وہ پیغمبر اسلام کے بارے میں مثبت زاویہ نظر اختیار کر سکیں لیکن درحقیقت یہ کتاب غیر مسلموں سے زیادہ اُن مسلمانوں کے لیے لکھی گئی ہے جو اشتراکی تصورات سے زیادہ متاثر تھے تاکہ وہ مسلمان رہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اشتراکی تصورات میں بھی ایک مثالی انسان سمجھ سکیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا وہ پہلو جو بحیثیت انسان آپ نے سرانجام دیا وہ اس کتاب میں نمایاں طور پر دکھایا گیا اور وہ پہلو جن کا تعلق نبوت اور رسالت سے تھا اس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ الہامی پیغام، معجزات، ایسے تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا اور آپ ﷺ کو بحیثیت یگانہ روزگار پیش کیا گیا۔ اور اس مقصد میں وہ خاصی حد تک کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

حوالہ جات

1 شرقاوی، عبدالرحمن، الارض (قاہرہ: مکتبہ غریب، ۱۹۸۴)

2 شرقاوی، عبدالرحمن، الفلاح: وطنی عکا: مسرحیۃ شعریہ (القاھرۃ: عالم الکتب، ۱۹۸۶)

3 Malcolm H. Kerr, The Emergence of a Socialist Ideology in Egypt, Middle East Journal, Vol. 16, No. 2 (Spring, 1962), pp. 127-144 (18 pages), Published By: Middle East Institute, at. p. 127.

4 Hynek, Sarah Elizbeth, *Democracy, Violence, and the Muslim Brotherhood in Post-Revolutionary Egypt: rethinking catagories of thought and action through discourse*. (Ph.D thesis) Political Studies, University of Aberdeen, 2018, p. 19

5 Borthwick, Bruce M. "Religion and Politics in Israel and Egypt" *Middle East Journal* 33, No.2 (1979) p. 145-63 at 153-154

6 Borthwick, "Religion and Politics". p. 155-156

7 Al-Anani, Khalid, *Inside the Muslim Brotherhood, Religion Identity and Politics*. (New York: Oxford University Press, 2016), p. 141-142

8 شرقاوی، عبدالرحمن، محمد رسول الحریۃ، (القاھرۃ: دارالشروق، ۱۹۹۰/۱۴۱۰)، ص: ۱۲

9 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۱۰-۱۱

10شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص:11

11شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص:12

12Antonie Wessels, A Modern Arabic Biography of Muhammad Husyan Haykal's Hayat Muhammad, (Lieden: Brill, 1972), p.19

13شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: 50-51

14شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص:53

15 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۳۱-۳۰

16 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۴۳-۳۲

17 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۴۵-۴۲

18 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۶۱-۶۰

19 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۷۸-۷۷

20 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص:8-3

21Antonie Wessels, A Modern Arabic Biography of Muhammad,p. 20

22 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۹۵

23 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۱۴۰-۱۳۷

24شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: 153-154

25 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: ۱۳۸

26شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص: 138

27 شرقاوی، محمد رسول الحریۃ، ص:179

28 Antonie Wessels, A Modern Arabic Biography of Muhammad, pp. 23-24

29 Feyez Sayegh, The Theoratical Structure of Nasser's Socialism" in *Arab Socialism* by Sami A. Hanna and George H. Gardner, pp. 98-141(Lieden: 1969)۔

30 مجلۃ الازھر، (القاہرۃ: نومبر-دسمبر، ۱۹۶۵) ج-۳۷، نمبر: ۵-۶، ص: ۳۳۰